OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
jirs.uoh.edu.pk/jirs

JIRS, Vol.:6, Issue: 1, Jan – June 2021
DOI: 10.36476/JIRS.6:1.06.2021.10, PP: 73 - 86

فقہی قواعد کی روشنی میں ماحولیاتی مسائل کا تحقیقی جائزہ

The Research Analysis of Environmental Issues in the Light of Maxims of Islamic Jurisprudence

Abdur Rahim
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies,
University of Malakand
Dr. Janas Khan
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
University of Malakand
Dr. Rashid Ahmad
Professor, Department of Chemistry,
University of Malakand

Version of Record Online/Print: 25-06-2021
Accepted: 31-05-2021
Received: 31-01-2021

Abstract

The regularity jurisprudence refers to maxims meant to integrate and resolve miscellaneous social problems according to Sharī'ah. Later, in the light of the same, newly emerged issues are also settled. These maxims, once laid down, serve as Reference Guide, employed by Muftīs and Jurists in their edicts and verdicts, of which none are independent. Today both human and animal life is under threat from the dangerous effects of environmental pollution. Since it's a serious problem, therefore, much has been written on the ecosystem and its preservation. It's mentioned here as to how these environmental problems can be resolved in the light of the Holy Qur'ān and Sunnah. As Dr. Yūsuf al Qaraḍāwī, has provided guidance in his book "Ri'āyah al Bī'ah fī Sharī'ah al Islām" towards solving environmental problems through the regulations of Islamic jurisprudence, but he has just quoted a few jurisprudential regulations without implementations on environmental problems. This research, analytically and narratively, is an effort to find an answer to the question: What is the role of the regulations of Islamic jurisprudence in the newly emerging issues of the day, especially environmental issues? This research shows the solution to the environmental crisis through the regulations of Islamic jurisprudence.

Keywords: *sunnah, jurists, preservation, pollution, regulations, environmental, maxims*

CC BY

تمہید

آج پوری دنیا ماحولیاتی آلودگی اور اس سے جنم لینے والے مسائل اور مضر اثرات سے پریشان ہے۔یہ مسائل اگر ایک جانب دنیا کے تمام ممالک کی انفرادی کوتاہیوں کا نتیجہ ہیں تو دوسری جانب ان میں زیادہ کردار ترقی یافتہ ممالک کا ہے لیکن ان مسائل کے منفی اثرات صرف ترقی یافتہ ممالک یا کسی ایک انفرادی ملک پر نہیں پڑرہے ہیں بلکہ ان مضر اثرات سے پوری دنیا یکساں طور پر متاثر ہو رہی ہے۔ان ماحولیاتی مسائل میں سب سے بڑامسئلہ موسمیاتی تبدیلی (Climate Change) کا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف موسموں کے دورانیے میں تبدیلی وقوع پذیر ہوتی ہے بلکہ ماحول کے اسی اتار چڑھاؤ کی وجہ سے کرۂ ارض کا آبی اور زرعی نظام بھی بری طرح متاثر ہو رہا ہے۔ دوسرا بڑا اور خطرناک مسئلہ عالمی حدت (Global Warming) کا ہے۔ ماحولیاتی آلودگی سے انسانوں، جانوروں اور دوسرے جانداروں کی زندگی کو بھی شدید خطرات لاحق ہیں۔اس کی وجہ سے انسانوں میں مختلف امراض مثلاً سانس کی بیماریوں، آنکھوں کی بیماریوں، ناک اور گلے کی بیماریوں، سر درد، تولیدی نظام، امراض قلب اور مدافعتی نظام کا کمزور ہونا، جسمانی قوت میں کمی، بچوں میں دمے کی بیماری اور پیدائشی نقائص، بلڈ پریشر، ڈیپریشن، پیٹ کی بیماریاں، یرقان اور سرطان (کینسر) کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ماحولیاتی آلودگی کے مضر اثرات سے انسانوں کے علاوہ جانوروں کو بھی طرح طرح کے خطرات لاحق ہیں۔ان ماحولیاتی مسائل کی وجہ سے، کئی قسم کے جانور دنیا سے ناپید ہوتے جارہے ہیں۔ ان مضر اثرات سے نہ صرف خشکی پر رہنے والے جانور بلکہ آبی حیات بھی متاثر ہو رہی ہے۔اس مسئلہ کی سنگینی اور خطرے کو واضح کرنے نیز فقہ اسلامی کے قواعد کی روشنی میں اس کا حل پیش کرنے کی غرض سے، اس تحقیقی مقالے میں ماحول کا مفہوم، قواعد فقہیہ کا مفہوم، اہمیت اور ان قواعد کے تحت آنے والے ماحولیاتی مسائل اور ان کا حل پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

منہج تحقیق

زیر نظر تحقیق میں تجزیاتی طریقۂ تحقیق اختیار کرکے، بیانیہ نوعیت کے طور پر تین بنیادی مباحث کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ابتداء میں موجودہ دور کے "ماحولیاتی بحران" اور اس کے نتیجے میں جنم لینے والے سنگین مسائل کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔اس کے بعد فقہی قواعد کا تعارف، اہمیت اور دور حاضر کے پیش آمدہ مسائل کو ان قواعد فقہیہ کی روشنی میں حل کرنے کی ضرورت اور اہمیت پر قلم کشائی کی گئی ہے۔اس کے بعد بطور نمونہ چند فقہی قواعد کا انتخاب کرکے، ان کا مفہوم اور جدید دور کے مسائل بالخصوص ماحولیاتی مسائل میں ان قواعد کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔

بنیادی سوال تحقیق

دور حاضر کے نئے پیش آمدہ مسائل بالخصوص ماحولیاتی مسائل میں قواعد فقہیہ کا کردار کیا ہے؟ نیز ان قواعد فقہیہ کے ذریعے کس طرح ماحولیاتی بحران کا حل نکالا جاسکتا ہے؟

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

معاصرین علمائے اسلام میں ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے اپنی کتاب "رعاية البيئة في شريعة الاسلام" میں فقہی قواعد کے ذریعے سے ماحولیاتی مسائل کو حل کرنے کی طرف رہنمائی کی ہے لیکن انھوں نے چند قواعد فقہیہ کا صرف متن نقل کرکے، یہ بتایا ہے کہ ان قواعد کے ذریعے سے بھی ماحولیاتی مسائل کا حل نکالا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے خود ماحولیاتی مسائل پر ان قواعد کو لاگو نہیں کیا۔اس تحقیقی مقالے میں ان قواعد کو لاگو کرکے مختلف ماحولیاتی مسائل کا حل نکالنے کی بھرپور سعی کی گئی ہے۔

ماحول کا مفہوم

ماحول کا لفظ عربی زبان کے دو الفاظ "ما" موصولہ اور "حول" اسم سے مل کر بنا ہے اور اردو زبان میں یہی لفظ گرد و پیش کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ "ما" کے معانی اردو میں "جو کچھ" اور "حول" کے معانی "ارد گرد" کے ہیں۔ "حول" کا لفظ عربی لغت میں "حالت" اور "ہیئت" کے معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے لیکن زیادہ تر اس سے مراد ارد گرد کی چیزیں ہی ہوتی ہیں:

"حول (كلمة وظيفية) اسم يدل على الجهات المحيطة بشخص أو شيئ"[1]

"حول (کلمہ وظیفیہ) اور اسم ہے جو ان جہات (اطراف) پر دلالت کرتا ہے جس نے کسی شخص یا کسی چیز کو گھیر رکھا ہو۔"

انگریزی میں اس کے لئے "Environment" کا لفظ استعمال ہوتا ہے، جس کی تعریف کچھ یوں ہے:

“Environment [singular] the natural world in which people, animals and plants live.”[2]

"ماحول (واحد لفظ ہے) جس سے مراد وہ قدرتی دنیا ہے جس میں انسان، جانور اور پودے رہتے ہیں۔"

عربی میں ماحول کے لئے "البيئة" کا لفظ مستعمل ہے۔ عربی میں یہ لفظ "باء، يبوء، بوآء مباءة واستباء" سے ماخوذ ہو کر متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے مثلاً رجوع اور واپسی کے معنی میں "وَبَآؤُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہ"[3]، اقرار اور اعتراف کے معانی میں "أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي"[4]، بسنے اور بسانے کے معانی میں "لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا"[5]۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی معانی میں یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

ماہرین ماحولیات نے ماحول کی مختلف تعریفیں کی ہیں لیکن ان میں سے وقیع ترین تعریف درج ذیل ہے:

"البيئة هي كل ما هو خارج عن كيان الانسان و كل ما يحيط به من موجودات فالهواء الذي يتنفسه والماء الذي يشربه والارض التي يسكن عليها و يزرعها وما يحيط به من كائنات حية أو جماد"[6]

"انسان کے علاوہ وہ سب کچھ جس نے انسان کو گھیر رکھا ہے: مثلاً وہ ہوا جس میں انسان سانس لیتا ہے، وہ پانی جو انسان پیتا ہے اور وہ زمین جس پر انسان رہتا اور اگاتا ہے یا انسان کے ارد گرد جو حیوانات، جمادات اور نباتات وغیرہ موجود ہیں، ان سب کا نام ماحول ہے۔"

اس تعریف میں ماحول کا ایک ایسا جامع تصور پیش کیا گیا ہے جو صرف انسان اور اس کے ارد گرد موجود جاندار چیزوں کا نام نہیں بلکہ ماحول در حقیقت ایک ایسے مستقل اور کامل نظام کا نام ہے جس میں انسان سمیت دیگر حیوانات، پرندے، حشرات اور کیڑے مکوڑے، درخت اور پودے، ہوا اور پانی، سمندر اور دریا وندیوں وغیرہ کے علاوہ تمام غیر جاندار اشیاء بھی شامل ہیں اور یہ سب ماحول کے لازمی اجزاء ہونے کے علاوہ باقاعدہ ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

آلودگی

آلودگی کے لئے عربی میں "التلوث" کا لفظ استعمال ہوتا ہے، جس کے لفظی معانی "میل کچیل، فساد، گندگی اور کسی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانے یا خلط ملط کرنے کے ہیں"۔[7] انگریزی زبان میں آلودگی کے لئے "Pollution" کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کی تعریف کچھ یوں ہے:

“The process of making air, water, soil, etc. Dirty; the state of being

dirty."[8]

"وہ عمل جو ہوا، پانی اور مٹی وغیرہ کو گندا کر دیتا ہے یا گندگی کی حالت۔"

ماحولیاتی آلودگی

ماحولیاتی آلودگی کی کسی جامع تعریف کے بارے میں محققین کے درمیان کافی اختلاف موجود ہے اور ہر ایک نے اپنے اپنے ذہن کے مطابق ماحولیاتی آلودگی کی تعریف کی ہے لیکن ان تمام تعریفوں میں جو تعریف ماحولیاتی آلودگی پر کسی نہ کسی حد تک صادق آتی ہے وہ یہ ہے :

"كل ما يؤثر على جميع العناصر الحيوية بما فيها من نبات و حيوان و انسان و كذلك ما يؤثر في تركيب العناصر الطبعية غير الحية مثل الهواء والتربة والبحيرات والبحار"[9]

"ہر وہ شے جو ماحول کے تمام جاندار عناصر پر مشتمل ہے، خواہ وہ نباتات ہیں، جانور یا انسان۔ ان پر اثر انداز ہو اور جو ماحول کے غیر جاندار طبعی عناصر کی ترکیب پر اثر کرے مثلاً ہوا، مٹی، دریا اور سمندر وغیرہ۔"

ماحولیاتی آلودگی کی مذکورہ تعریف میں بھی یہ صراحت کی گئی ہے کہ ہر وہ نامناسب اور ضرر رساں تغیر جو ماحول کی جاندار اشیاء مثلاً انسان، جانور یا پودوں کو نقصان پہنچانے کا سبب بنے، تو وہ ماحولیاتی آلودگی کہلائے گی بلکہ اگر یہ برے اور نقصان دہ اثرات ماحول کے دیگر (غیر جاندار) عناصر مثلاً ہوا، پانی، مٹی اور سمندروں وغیرہ کی طبعی خصوصیات کو تبدیل کرکے، ان میں نامناسب اور نقصان دہ تبدیلیاں پیدا کریں، تو وہ ماحولیاتی آلودگی سے تعبیر کیا جائے گا۔

قواعد فقہیہ کی اہمیت

اصول فقہ کے دو اہم شعبے ہیں : ایک شعبہ وہ ہے جس میں فقہائے کرام بعض الفاظ کے معانی اور بعض اہم مصطلحات مثلاً عام، خاص، ظاہر، خفی، دلالۃ النص، عبارۃ النص اور اشارۃ النص وغیرہ سے متعلق بحث کرتے ہیں جب کہ اصول فقہ کا دوسرا شعبہ وہ ہے جس میں ان قواعد فقہیہ ، ان کے مآخذ و مصادر، مختلف نئے قسم کے وقوع پذیر ہونے والے مسائل پر ان کا اطلاق و استعمال اور ان قواعد کی اہمیت وافادیت سے متعلق بحث ہوتی ہے۔ اصول فقہ کا یہ دوسرا شعبہ پہلے شعبے کے مقابلے میں زیادہ اہم اور مفید ہے کیونکہ اس میں ایسے اصول بیان کیے جاتے ہیں، جن کی ضرورت ہر زمانے میں اور ہر مفتی کو پیش آتی ہے۔ ان قواعد کو ایک مجتہد اور مفتی اپنے اجتہاد اور فتاویٰ کے لئے بنیاد کے طور پر استعمال کرتا ہے اور وہ کسی بھی صورت ان قواعد سے مستغنی نہیں رہ سکتا۔ اصول فقہ کے ان قواعد کے علم کو "علم" یا "فن الاشباہ والنظائر" بھی کہا جاتا ہے، جس کی اہمیت کے بارے میں علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں :

"اعلم أن فن الأشباه والنظائر فن عظيم به يطلع على حقائق الفقه ومداركه ومآخذه وأسراره ويتمهر في فهمه واستحضاره ويقتدر على الإلحاق والتخريج ومعرفة أحكام المسائل التي ليست بمسطورة والحوادث والوقائع التي لا تنقضي على ممر الزمان"[10]

"جان لو کہ فقہی کلیات و قواعد کا فن ایک عظیم فن ہے جس کے ذریعے سے فقہی حقائق اور تصورات، اس کے مآخذ اور اسرار کو جانچا جاتا ہے نیز اس کی وجہ سے فقہی (حقائق و تصورات) کی فہم اور اسے سنوارنے میں مہارت حاصل ہوتی ہے۔ اس کی مدد سے تخریج و تطبیق کی قدرت پیدا ہوتی ہے، اس کی بدولت ان احکام کی سمجھ حاصل ہوتی ہے جو تحریری شکل میں موجود نہ ہوں اور ان وقائع کی سمجھ بھی جو زمانے کے گزرنے سے ختم نہیں ہوتے۔"

علامہ ابن نجیم حنفیؒ بھی ان قواعد فقہیہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَهِيَ أُصُولُ الْفِقْهِ فِي الْحَقِيقَةِ، وَبِهَا يَرْتَقِي الْفَقِيهُ إِلَى دَرَجَةِ الِاجْتِهَادِ وَلَوْ فِي الْفَتْوَى"[11]

"حقیقت میں یہ فقہ کے لیے اصول ہیں اور اسی علم کی وجہ سے ایک فقیہ اجتہاد کے درجے کو پہنچتا ہے۔ اگرچہ اس کا یہ اجتہاد ایک فتویٰ میں کیوں نہ ہو۔"

قواعد فقہیہ کی اس اہمیت کے پیش نظر یہ مناسب ہوگا کہ ان میں سے بعض کا یہاں ذکر کیا جائے، تاکہ ان کی روشنی میں ماحولیاتی مسائل کا حل اور ماحول کی حفاظت سے متعلق اسلامی تعلیمات کو واضح کیا جاسکے اور یہ بھی واضح ہوسکے کہ یہ خصوصیت اور شرف صرف اسلام کو حاصل ہے کہ وہ بحیثیت ایک فطری دین، جدید دور میں رونما ہونے والے مسائل کا حل پیش کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

قاعدہ کا لفظی مفہوم

قاعدہ عربی زبان کا لفظ ہے اور مؤنث ہے جس کے لیے مذکر "قاعد" ہے۔ "قاعد" کے لفظی معنی "بنیاد" کے ہیں۔

"القاعدةُ أيضاً بالهاء: واحدة القواعد، وهي الأساس"[12]

"قاعدة "ہا" کے ساتھ قواعد کی واحد ہے جس سے مراد بنیاد ہے۔"

قاعدہ کو ان معانی میں "غمز عیون البصائر" میں بھی لیا گیا ہے:

" قِيلَ الْقَوَاعِدُ جَمْعُ قَاعِدَةٍ وَهِيَ لُغَةً الْأَسَاسُ"[13]

"اور کہا گیا ہے کہ قواعد قاعدہ کی جمع ہے اور یہ بنیاد کو کہا جاتا ہے۔"

یہ لفظ قرآن کریم میں بھی اساس اور بنیاد کے معانی میں استعمال ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

" وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ" [14]

"اور اس وقت کا تصور کرو جب ابراہیمؑ بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور اسماعیلؑ بھی (ان کے ساتھ شریک تھے)"

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ"[15]

"یقین جانیے ان سے پہلے لوگوں نے بھی مکر کے منصوبے بنائے تھے، پھر ہوا یہ کہ (منصوبوں کی) جو عمارتیں انھوں نے تعمیر کی تھیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں بنیاد سے اکھاڑ پھینکا۔"

زیادہ تر یہ لفظ اساس اور بنیاد کے معانی میں استعمال ہوتا ہے لیکن "صلہ" بدل جانے سے اس کے معانی میں بھی تبدیلی واقع ہوتی ہے جیسا کہ "قاعدة التمثال" اس بلند چبوترے کو کہا جاتا ہے جس پر پتھر نصب کیا جائے۔

قاعدے کا اصطلاحی مفہوم

" أَمَّا القَاعِدَةُ اِصطِلاَحا: قضية كلية منطبقة على جميع جزئياتها"[16]

"اصطلاح میں قاعدہ ہر اس کلی قضیہ کو کہتے ہیں جس کا اطلاق اپنی تمام جزئیات پر ہوتا ہو۔"

"شرح التلويح على التوضيح" میں قاعدہ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

"القاعدة حكم كلي ينطبق على جزئياته ليتعرف أحكامها منه"[17]

" قاعدہ ایک ایسا حکم کلی ہے جو اپنی ساری جزئیات پر منطبق ہو، تاکہ اس (قاعدے) کے ذریعے اس کی جزئیات کا علم حاصل کیا جاسکے ۔"

علامہ تاج الدین سبکیؒ فرماتے ہیں :

"الأمر الكلي الذي ينطبق عليه جزئيات كثيرة تفهم أحكامها منها"[18]

"وہ کلی قضیہ جس پر بہت سی جزئیات منطبق ہوتی ہوں اور اس کے ذریعے سے ان کے احکام سمجھے جا سکیں۔"

قاعدہ اور ضابطہ میں فرق

ضابطے کا لفظ قاعدے کے لفظ کے قریب تر معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ "ضابط" اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کی جمع "ضباط" آتی ہے جس کے لفظی معانی" قوی حافظہ والا، ہوشیار، حاکم اور کلی قانون "کے ہیں۔[19] اصطلاح میں ضابطہ کی تعریف معمولی فرق کے ساتھ قاعدہ جیسی ہی کی گئی ہے:

" وَالْفَرْقُ بَيْنَ الضَّابِطِ وَالْقَاعِدَةِ أَنَّ الْقَاعِدَةَ تَجْمَعُ فُرُوعًا مِنْ أَبْوَابٍ شَتَّى ، وَالضَّابِطُ يَجْمَعُهَا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ، هَذَا هُوَ الْأَصْلُ"[20]

"اور ضابطہ و قاعدہ میں فرق یہ ہے کہ قاعدہ مختلف ابواب کی فروع کو جامع ہوتا ہے اور ضابطہ کسی ایک باب کی فروعات کو ہی جامع ہوتا ہے ۔"

فقہی قواعد سے مراد

فقہی قواعد اصل میں وہ ضابطے ہیں جن کی مدد سے ایک مفتی یا مجتہد متفرق، غیر مربوط اور بکھرے ہوئے مسائل کو یکجا کرکے، اس کا کوئی شرعی حل نکالتا ہے۔ نئے رونما ہونے والے مسائل انہی قواعد فقہیہ کی روشنی میں حل کیے جاتے ہیں۔ یہ بات ملحوظ خاطر رکھنی چاہیئے کہ ان قواعد فقہیہ میں سے اکثر کا ماخذ قرآن وسنت ہے اور چند وہ ہیں جو فقہائے کرام کے اقوال یا اجماع سے ماخوذ ہیں۔ قواعد فقہیہ پر سب سے پہلے عبد العزیز بن عبد السلامؒ نے کام کیا اور "فن الأشباه والنظائر" میں "القواعد الصغریٰ" اور "القواعد الکبریٰ" کے نام سے دو کتابیں لکھیں، ان کے بعد اس فن میں نمایاں خدمات جن ہستیوں نے سرانجام دی ہیں ان میں صدر الدین محمد بن عمر المعروف بابن الوکیلؒ، قاضی بدرالدین محمد زرکشیؒ، تاج الدین سبکیؒ، جلال الدین سیوطیؒ اور ابن نجیم حنفیؒ وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ ایک اور نام شہاب الدین احمد بن ادریس القرافیؒ کا بھی ہے جنھوں نے "أنوار البروق" کے نام سے کتاب لکھی اور اس میں تقریباً پانچ سو چالیس قواعد فقہیہ کو جمع کیا ہے۔[21]

قواعد فقہیہ اور ماحولیاتی مسائل

شریعت اسلامیہ میں ایسے بہت سے کلیات اور قواعد موجود ہیں جن کے ذریعے ہر نئے رونما ہونے والے مسئلے کا حل قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں نکالا جاسکتا ہے۔ اس مقصد کے لیے فقہائے کرامؒ نے نصوص قرآنی اور احادیث مبارکہ سے کئی ایسے قواعد مستنبط کیے ہیں جن کے ذریعے دیگر جدید مسائل کی طرح ماحولیاتی آلودگی کا حل نکالا جاسکتا ہے۔ ذیل میں ان فقہی قواعد کی روشنی میں ماحولیاتی مسائل سے متعلق چند معروضات پیش کی جارہی ہیں۔

قاعدہ نمبر1 "الْيَقِينُ لَا يَزُولُ بِالشَّكِّ" [22]

" یقین کو کسی شک کے ذریعے زائل نہیں کیا جاسکتا"

اس کا تذکرہ یوں بھی ہوا ہے کہ "یقین صرف یقین سے ہی زائل ہوتا ہے"۔

ماخذ

یہ قاعدہ قرآن کریم کی اس آیت سے ماخوذ ہے جس میں ارشاد ہے:

" وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ" 23

"اور جس بات کا تمھیں یقین نہ ہو (اسے سچ سمجھ کر) اس کے پیچھے مت پڑو۔"

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ" 24

"جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں شک کرے (کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں) اور معلوم نہ ہوسکے کہ تین پڑھیں یا چار تو شک کو دور کرے اور جس قدر کا یقین ہو اس کو قائم کرے۔"

ماحولیاتی مسائل پر اس قاعدے کا اطلاق

یقین سے یہ ثابت ہے کہ پانی اپنی اصل کے اعتبار سے طاہر (پاک) ہے اور ہم پانی کی اس صفت سے آگاہ ہونے کی وجہ سے اسے کھانے اور نجاست دور کرنے کے لیے اس وقت تک استعمال کرتے ہیں جب تک ہمیں یقینی طور پر اس کے نجس ہونے کے بارے میں معلوم نہ ہو جائے اور پانی کا نجس ہونا تب یقینی ہوتا ہے جب اس کے خواص میں تبدیلی واقع ہو جائے۔ موجودہ دور کی آلودگی کی وجہ سے پانی کے خواص (رنگ، ذائقہ اور بو) میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے پانی یقینی طور پر نجس ہو جاتا ہے۔ اب اگر دیکھا جائے تو یقین کے مقابلے میں یقین آنے کی وجہ سے پانی اپنی اصل حالت میں برقرار نہیں رہتا اور ناپاک ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام نے پانی کو گندگی اور نجاست سے محفوظ رکھنے کا حکم دیا ہے۔

قاعدہ نمبر 2 "الضَّرَرُ يُزَال" 25

"ضرر کو زائل کیا جائے گا۔"

ماخذ اس قاعدے کا ماخذ رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ہے:

"لاَ ضَرَرَ وَلاَ ضِرَار" 26

"نہ کسی کو ابتداءً نقصان پہنچایا جائے اور نہ بدلے میں کسی کو نقصان پہنچایا جائے۔"

ماحولیاتی مسائل پر اس قاعدے کا اطلاق

دور حاضر میں آلودگی کی تمام اقسام کا ضرر اور ان کے نقصانات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں اس لیے اس کے ضرر سے ہر ایک کو بچانا چاہیئے اور ایسے اسباب اختیار کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے جس کی وجہ سے آلودگی میں اضافہ ہو اور اس کی وجہ سے کسی کو نقصان پہنچتا ہو۔ اس لئے بحیثیت مسلمان ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ماحولیاتی آلودگی کے مضر اثرات سے اپنے آپ کو بھی بچائیں اور دوسری مخلوقات کو بھی بچانے کی عملی کوشش کریں۔

قاعدہ نمبر 3 "الضَّرَرُ لَا يُزَالُ بِالضَّرَر" 27

"کسی ضرر کو زائل کرنے کے لیے اس جیسے ضرر کو اختیار نہیں کیا جائے گا۔"

اس قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ کسی ایک ضرر یا نقصان کو دفع کرنے کے لیے اس جیسے یا اس سے بڑے درجے کے ضرر

کو اختیار نہیں کیا جائے گا۔

ماحولیاتی مسائل پر اس قاعدے کا اطلاق

پودوں اور فصلوں میں مختلف قسم کے حشرات، کیڑے اور دیگر بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جو کہ بذات خود ایک نقصان اور ضرر ہے لیکن دوسری جانب ان نقصانات کے تدارک کے لیے جو ادویات، زہر، کیڑے مار سپرے اور مختلف قسم کے کیمیائی مواد استعمال ہوتے ہیں، ان کا نقصان اور خطرہ انسانوں اور دیگر جانداروں کے لیے اور بھی بڑھ کر ہے۔ نیز ماحول پر بھی ان کے خطرناک اثرات پڑتے ہیں اس لیے ان کا نقصان چونکہ پہلے نقصان کے مقابلے میں زیادہ ہے اس لئے کسی ایک نقصان سے بچنے کے لئے دوسرے نقصان کو اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔

قاعدہ نمبر4 "دَرْءُ الْمَفَاسِدِ أَوْلَى مِنْ جَلْبِ الْمَصَالِحِ (المنافع)" [28]

"مفاسد کو دفع کرنا منفعت کے حصول سے اولیٰ (مقدم) ہے۔"

ماخذ

شریعت نے ممنوعات کو مامورات کے مقابلے میں زیادہ اہمیت دی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ" [29]

"جب میں تم کو کسی کام کے کرنے کا حکم دوں تو اس میں سے تم اپنی طاقت کے مطابق کر لیا کرو اور جس چیز سے میں منع کروں تو اس سے بالکل رک جایا کرو۔"

اگر اس قاعدے پر غور کیا جائے تو اس میں یہ تعلیم ہے کہ جب کسی فائدے اور مفسد چیز کے درمیان تعارض واقع ہو جائے اور فائدے کے مقابلے میں نقصان زیادہ ہو تو پہلے نقصان کو دفع کرنا واجب ہے اگرچہ اس کی وجہ سے فائدہ فوت ہو جائے۔

ماحولیاتی مسائل پر اس قاعدے کا اطلاق

ایسے اقتصادی اور صنعتی منصوبے جو معاشی ترقی اور فائدے کے لیے شروع کیے جاتے ہیں لیکن فائدے کے ساتھ ساتھ ماحول پر ان کے مضر اثرات زیادہ مرتب ہوتے ہیں: مثلاً ان سے خارج ہونے والی گیسیں، کیمیائی اور دوسرے فاضل مادے اور دھویں وغیرہ پس ان کے فوائد کے مقابلے میں ان کے مضر اثرات سے ماحول اور اس کے عناصر کو زیادہ نقصان پہنچتا ہے اس لئے اس قاعدے کی رو سے ان کے فساد کو دفع کرنا زیادہ اولیٰ اور مقدم ہے۔

قاعدہ نمبر5 "اِختِيَارُ اَخَفِ الضَّرَرَينِ" [30]

"دو ضرر رساں چیزوں میں سے جو کم ضرر رساں ہو اسے اختیار کیا جائے گا۔"

یہی قاعدہ ان الفاظ کے ساتھ بھی بیان ہوا ہے: "إِذَا تَعَارَضَ مَفْسَدَتَانِ رُوعِيَ أَعْظَمُهُمَا ضَرَرًا بِارْتِكَابِ أَخَفِّهِمَا"[31]

"جب دو مفسد چیزوں میں تعارض واقع ہو تو ان میں سے جو بڑا مفسد ہو اسے چھوڑ دیا جائے گا اور جو کمتر ہو اسے اختیار کیا جائے گا۔"

ماحولیاتی مسائل پر اس قاعدے کا اطلاق

موجودہ دور میں آبادی میں بے تحاشا اضافہ ہونے کی وجہ سے ہر جگہ اور بالخصوص شہری علاقوں میں گندگی، کوڑا کرکٹ اور فضلات وغیرہ بہت زیادہ مقدار میں جمع ہو جاتے ہیں جنھیں ٹھکانے لگانے، جلانے یا دفنانے کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ ان کو ایسے علاقوں میں منتقل کیا جائے جہاں انسانی آبادی نہ ہو اور اگر ایسے مقامات میسر نہ ہوں تو انھیں ایسے

گنجان آباد علاقوں میں جہاں زیادہ لوگوں کے متاثر ہونے کا خطرہ ہو کی بجائے ایسے کم آبادی والے علاقوں میں جہاں کم لوگوں کے متاثر ہونے کا احتمال ہو جلانا یا دفنانا چاہیئے کیونکہ زیادہ لوگوں کے متاثر ہونے کی بنسبت کم لوگوں کا متاثر ہونا بہتر ہے۔

قاعدہ نمبر 6 "الْقَدِيمَ يُتْرَكُ عَلَى قِدَمِهِ " 32

" قدیم کو اس کی قدامت پر چھوڑ دیا جائے گا۔"

اس قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ قدیم اگر شریعت کے خلاف نہ ہو اور وہ مفاد عامہ کے لئے نقصان کا باعث بھی نہ ہو تو اس کو اس کی حالت پر برقرار رکھا جائے گا۔

ماحولیاتی مسائل پر اس قاعدے کا اطلاق:

زمین کی ابتدائی اور قدیم حالت یہ تھی کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے توازن رکھا تھا اور اسے ہر قسم کے افراط و تفریط سے مبرا پیدا فرمایا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ" 33

"اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور اس کو جمانے کے لئے ہم نے اس میں پہاڑ رکھ دیے اور اس میں ہر قسم کی چیزیں توازن کے ساتھ اگائی ہیں۔"

لیکن انسان کی سہولت پسندی اور قدرتی نظام میں بے جا مداخلت کی وجہ سے زمین کا وہ قدرتی توازن اس کی قدیم حالت پر برقرار نہیں رہا، اس لئے فطرت تو یہ ہے کہ زمین کو اس کی قدیم حالت پر برقرار رکھا جائے۔

قاعدہ نمبر 7 "مَا حَرُمَ أَخْذُهُ حَرُمَ إِعْطَاؤُه" 34

" جس چیز کا لینا حرام ہو اس کا دینا بھی حرام ہے۔"

اس قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی جس چیز کو اپنے لئے ممنوع اور نقصان دہ سمجھتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ اسے دوسروں کے لئے بھی ممنوع اور نقصان دہ سمجھے اور جو چیز آدمی اپنے لئے پسند کرتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِه" 35

" تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہوگا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ نہ چاہے جو اپنے نفس کے لیے چاہتا ہے۔"

ماحولیاتی مسائل پر اس قاعدے کا اطلاق

کوئی بھی انسان جان بوجھ کر یہ نہیں چاہتا کہ اس کے ارد گرد غلاظت، گندگی اور کوڑا کرکٹ کے ڈھیر ہوں، نہ وہ ماحولیاتی آلودگی کے نقصانات اپنے لیے پسند کرتا ہے بلکہ وہ ماحولیاتی آلودگی کے نقصانات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا اور اپنے گھر، راستے یا قرب وجوار میں گندگی اور غلاظت کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہ جس طرح اپنے آپ کو اور اپنے ماحول کو صاف پسند کرتا ہے اسی طرح دوسروں کے گھروں کے آس پاس اور جگہ جگہ گندگی اور غلاظت نہ پھینکے اور اور دوسروں کو بھی آلودگی کے نقصانات سے بچائے۔

قاعدہ نمبر 8 "تَقدِيمُ المصلِحَةِ الْعَامَةِ عَلى المصلِحَةِ الخَاصَّةِ" 36

" کسی خاص فائدے پر عام فائدے کو ترجیح دینا۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کام سے عام فائدہ متوقع ہو اور خاص فائدہ فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو اسے اختیار کیا جائے تاکہ عام فائدہ حاصل ہو سکے۔ اس کا یہ مطلب بھی لیا گیا ہے کہ جس چیز سے عام نقصان پہنچنے کا احتمال ہو اس کو دفع کرنے کے لیے خاص نقصان کو اختیار کیا جائے۔

ماحولیاتی مسائل پر اس قاعدے کا اطلاق

مختلف قسم کے ترقیاتی منصوبے، تعمیراتی کام، سڑکوں اور پلوں کی تعمیر، ریل کی پٹریوں کا بچھانا اور ہوائی اڈوں کی تعمیر مخصوص مقامات پر کی جا سکتی ہے اور ہر جگہ اس کی تعمیر ممکن نہیں ہوتی۔ یہ تمام کام لوگوں کی سہولت اور عام فائدے کے ہیں جس کے ذریعے سے عام لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ بہ آسانی آتے جاتے ہیں اور یہ ساری چیزیں ان کے لیے ضروری بھی ہیں اور اگر ان کا انتظام نہ ہو تو لوگوں کو کافی مشقت اٹھانا پڑتی ہے۔ اس لیے زیادہ تر یہ تمام کام شہری علاقوں یا ان کے نزدیک کیے جاتے ہیں جس سے آس پاس رہنے والے مخصوص لوگوں کی آبادی کو نقصان یا تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لیے حکمرانوں کا یہ فرض ہے کہ جن علاقوں میں یہ ترقیاتی کام کیے جا رہے ہوں ان کے بسنے والوں کو یا تو مناسب معاوضہ دیں یا انھیں کسی اور مناسب جگہ بسانے کا انتظام کریں تاکہ یہ ترقیاتی کام ہو سکیں اور عام مصلحت کو خاص مصلحت پر ترجیح دی جا سکے۔

قاعدہ نمبر 9 "الدَّفعُ أَسهَلُ مِنَ الرَّفعِ" [37]

"(ضرر) کے واقع ہونے سے پہلے ہی اس کو دفع کرنا آسان ہوتا ہے۔"

اس قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ کسی نقصان کے واقع ہونے کے بعد اسے زائل کرنا مشکل ہوتا ہے۔

ماحولیاتی مسائل پر اس قاعدے کا اطلاق

اسلامی شریعت ماحول کی حفاظت کے لیے انتہائی واضح منہج رکھتی ہے اور اسلامی نظام عدل وانصاف میں ماحول کی حفاظت کے حوالے سے ایسی واضح ہدایات موجود ہیں جن میں ماحول کو نقصان یا فساد پہنچانے والے کسی واقعے کے ظاہر ہونے سے پہلے اس کا سد باب کرنے کے بارے میں رہنمائی کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں اسلام میں یہ گنجائش موجود ہے کہ انسانوں، جانوروں یا پودوں کو مختلف وبائی یا متعدی امراض کا خطرہ ہونے کی صورت میں پہلے سے ان کے لیے حفاظتی اقدامات کیے جائیں اور ان امراض سے انھیں بچانے کے لیے پہلے سے حفاظتی ٹیکے یا دوائیاں استعمال کرائی جائیں یا مختلف آفات یا حادثات آنے کا خطرہ ہو تو پہلے سے اس کے تدارک اور روک تھام کے لیے مختلف اقدامات کئے جائیں جن سے یا تو وہ خطرات ٹل جائیں یا نقصان سے بچا جا سکے یا کم سے کم نقصان ہو مثلاً زلزلوں یا سیلابوں کے آنے سے پہلے ہی اس کا پتہ لگانا اور اس کے لیے مناسب اقدامات کرنا تاکہ اس کے نقصانات سے ماحول اور اس کے اجزاء کو بچایا جا سکے۔

قاعدہ نمبر 10 "الثَّابِت بِالبُرهَانِ كَالثَّابِتِ بِالعِيَانِ" [38]

"جو بات دلائل قطعیہ سے ثابت ہو گی وہ عینی طور پر ثابت شدہ ہو گی۔"

اس قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی چیز کسی معتبر دلیل سے ثابت ہو جائے تو اس کا حکم اس چیز جیسا ہو گا جو حواس، مشاہدہ اور یقین سے ثابت ہو۔

ماحولیاتی مسائل پر اس قاعدے کا اطلاق

ماحولیاتی آلودگی کی ممانعت، شناعت اور اس کے نقصانات شریعت اسلامیہ کے دلائل اور براہین سے ثابت ہونے کے

ساتھ ساتھ سائنسی دلائل اور مشاہدات سے بھی ثابت شدہ ہیں۔اس لئے یقینی اور عینی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ ماحولیاتی آلودگی ایک ممنوع، نقصان دہ، شرعی و قانونی جرم اور قابل مواخذہ گناہ ہے۔

نتائج

1. اسلام یقیناً ایک مکمل نظام حیات ہے جو اپنے اصولی احکام کی طرح فروعی جزئیات سے بھی موجودہ دور کی مشکلات اور مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔
2. آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال قبل اسلام نے جو تعلیمات دنیا کے سامنے پیش کی ہیں وہ آج بھی دنیا کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔
3. اسلام اپنے اصولی احکام، فروعی فقہی قواعد اور شرعی مقاصد کے ذریعے زمین میں ہر قسم کے فسادات اور نقصانات پیدا کرنے سے منع کرتا ہے اور انسان کو ماحول دوستی اور ماحول کی حفاظت کا حکم دیتا ہے اور اس پر یہ واضح کرتا ہے کہ ماحول کی حفاظت، اس کے عقیدے، ایمان اور عمل کے درمیان ایک گہرا تعلق اور ربط ہے۔
4. اسلام ماحولیاتی آلودگی کو صرف مادی نکتۂ نظر سے نہیں دیکھتا اور نہ صرف اسے مادی مسئلہ بھی قرار نہیں دیتا بلکہ اسے ایک اخروی مسئلے کے طور پر پیش کرتا ہے اور دنیاوی نقصان کے ساتھ ساتھ اسے اخروی نقصان کا باعث بھی قرار دیتا ہے۔
5. ماحولیاتی بحران کے نقصانات کو زائل کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرنا اور ان سے لوگوں کو محفوظ کرنا اسلام کا حکم اور ایک مسلمان کا دینی فریضہ ہے ۔
6. اگرچہ انسان کے لیے وسائل قدرت سے استفادہ اور سہولیات کا حصول ضروری ہے لیکن اس کے لیے اسے اعتدال اور توسط کا طرز عمل اپنانے کی ضرورت ہے کیونکہ جن عناصر سے اس کی بے جا چھیڑ خوانی اور افراط و تفریط کا رویہ اپنانے سے ماحول میں فساد پیدا ہونے کا خدشہ ہے اس لیے اس صورت میں فائدے کو حاصل کرنے سے زیادہ فساد کو دفع کرنا ضروری ہے۔
7. عارضی اور وقتی فائدے کے مقابلے میں ماحولیاتی بحران کے نقصانات زیادہ ہیں، اس لیے ان نقصانات سے بچنے کے لئے اگر عارضی آسائشوں میں کوئی کمی واقع ہو تو یہ گھاٹے کا سودا نہیں۔

تجاویز

اسلام نے اپنے فروعی اور فقہی قواعد کے ذریعے ماحول کی حفاظت اور ماحولیاتی آلودگی کے تدارک کے لئے جو تشریعی منہج اختیار کیا ہے، ان کے ثمرات سے مستفید ہونے کے لئے ضروری ہے:

- اسلام کی ان تعلیمات کو ہر سطح پر تعلیمی نصاب میں شامل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ طلبہ کو ابتداء ہی سے ماحولیاتی مسائل، ماحول کی حفاظت اور اس کے بارے میں اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا جاسکے۔
- میڈیا، دعوتی اور تعلیمی پروگراموں کے ذریعے لوگوں میں اسلامی تعلیمات کے توسط سے ماحولیاتی آلودگی اور اس کے نقصانات سے بچنے کے بارے میں آگاہی اور بیداری پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔
- ملکی سطح پر ماحولیاتی قوانین کو از سر نو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مرتب کرنے اور ان قوانین کو عملی طور پر نافذ

کرنے کی ضرورت ہے۔

- ماحولیاتی علوم اور شرعی علوم کو باہم مربوط کرنے کی اشد ضرورت ہے اور ایسے محققین یا علماء کی ہر سطح پر حوصلہ افزائی ہونی چاہیئے جو ماحولیاتی مسائل پر علمی کوششوں اور تحقیقی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔
- رسول اکرم ﷺ کی اس حدیث "لاَ ضَرَرَ وَلاَ ضِرَارَ" کو وزارت ماحولیات اور تحفظ ماحول کے لئے کام کرنے والے دیگر اداروں کے لئے شعار اور علامتی نشان کے طور پر منتخب کیا جائے۔
- صرف زبانی کلامی دعوؤں سے نہیں بلکہ سرکاری، غیر سرکاری اور عوامی، ہر سطح پر ماحولیاتی مسائل اور ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے کے لئے عملی اقدامات اور مساعی کرنے کی ضرورت ہے۔
- علمائے کرام، ائمہ مساجد اور دینی مدارس میں پڑھانے والے علماء کو عوام میں اس مسئلے سے متعلق شعور اجاگر کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔
- شہروں سے کوڑا کرکٹ دریاؤں یا دوسرے علاقوں میں منتقل کرنے کی بجائے اس کے لیے (Waste to Energy) پلانٹ لگانے کی ضرورت ہے، اس سے اگر ایک طرف ماحول کو صاف ستھرا رکھنے میں مدد ملے گی تو دوسری طرف توانائی کے بحران پر قابو پانے میں بھی مدد ملے گی۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] احمد مختار عمر، الدکتور، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، عالم الکتب، قاہرہ۔ مصر، ۱۴۴۹ھ، ۴: ۵۸۹

Dr. Aḥmad Mukhtār ʻUmar, *Muʻjam Al Lughah Al ʻArabiyah Al Muāṣarah*, (Cairo: ʻĀlam Al Kutub, 1449), 4:589

[2]- *Oxford Advance Learner's Dictionary*, (UK : Oxford University Press, , 9th Edition, 2015), p:500

[3] سورۃ البقرۃ: ۶۱

Sūrah Al Baqarah, 61

[4] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار الشعب، قاہرہ، ۱۴۰۷ھ، کتاب الدعوات، باب افضل الاستغفار، رقم: ۶۳۰۶

Al Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʻīl, *Ṣaḥīḥ Al Bukhārī*, (Cairo: Dār Al Shaʻab, 1407), Ḥadīth # 6306

[5] سورۃ العنکبوت: ۵۸

Sūrah Al ʻAnkabūt ,58

[6] احمد مدحت اسلام، الدکتور، التلوث مشکلۃ العصر، المجلس الوطنی للثقافۃ والفنون والادب، کویت، ۱۴۱۱ھ، ص: ۹

Dr. Aḥmad Madḥat Islām, *Al Talawwuth Mushkilah Al ʻAṣar*, (Kuwait: Al Majlis Al Waṭanī lil Thaqāfah wal Funūn wal Adab, 1411), p: 9

[7] احمد الزیات، ابراھیم مصطفیٰ، المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیۃ، قاہرہ، ۱۴۲۹ھ، ۱: ۸۴۴

Aḥmad Al Zayyāt, Ibrāhim Muṣṭafā, *Al Muʻjam Al Wasīṭ*, (Cairo: Muʻjam Al Lughah Al ʻArabiyyah, 1429),1:844

[8] *Oxford Advance Learner's Dictionary*, p: 1151

[9] حنیف مصطفیٰ الغرائبۃ، التلوث البیئی، مفھومہ واشکالہ، Journal of Environmental Studies، اردن، جون ۲۰۱۰ء، ۳:۱۲۱-۱۳۳

Ḥanīf Muṣṭafā, Al Grāi'bah, "Al Talūth Al Baiī, Mafhumh Wa Ashkāluhu", *Journal of Environmental Studies, (Jordan: June 2010),* 3:121-133

[10] السیوطی، جلال الدین، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، الأشباہ والنظائر، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۰۳ھ، ۱:۶

Al Sayūṭī, 'Abd al Raḥmān bin Abī Bakar, *Al Ashbah wal Naẓā'ir*, (Beirūt: Dār Al Kutub Al 'Ilmiyyah, 1403), 1:6

[11] ابن نجیم، زین العابدین بن ابراھیم، الأشباہ والنظائر علی مذھب ابی حنیفۃ النعمان، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۰۰ھ، ص: ۱۵

Ibn Nujaym, Zayn Al Dīn bin Ibrāhīm, *Al Ashbah wal Naẓā'ir*, (Beirūt: Dār Al Kutub Al 'Ilmiyyah, 1419), p:15

[12] الانباری، محمد بن القاسم، المذکر والمؤنث، المجلس الاعلیٰ للشؤون الاسلامیہ، لجنتہ احیاء التراث، وزارۃ الاوقاف، مصر، ۱۴۰۱ھ، ۱:۱۵۰

Al Anbārī, Muḥammad bin Al Qāsim, *Al Mudhakkar wal Mua'nnath*, (Egypt: Al Majlis Al A'lā lil Sha'ūn Al Islāmiyyah, Ministry of Awqāf, 1401), 1:150

[13] الحموی، ابوالعباس، احمد بن محمد الحنفی، غمز عیون البصائر، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۰۵ھ، ۱:۶۸

Al Ḥamawī, Aḥmad bin Muḥammad Al Ḥanafī, *Ghamz 'Uyūn Al Baṣā'ir,* (Beirūt: Dār Al Kutub Al 'Ilmiyyah, 1405), 1:67

[14] سورۃ البقرۃ: ۱۲۷

Sūrah Al Baqarah, 127

[15] سورۃ النحل: ۲۶

Sūrah Al Naḥal, 26

[16] ابوالسعود، سید محمد الحسینی، عمدۃ الناظر علی اشباہ النظائر، تحقیق عبدالکریم جاموس، مقالہ برائے ماسٹر ڈگری، جامعۃ الازھر، مصر، ۱: ۲۴

'Abū Sa'ūd, Sayyad Muḥammad Al Ḥussaynī, *'Umdah Al Nazir 'lā Ashbah walNaẓā'ir,* Research Thesis of Masters by 'Abd Al Karīm Jāmūs, (Egypt: Al Azhar University), 1:24

[17] التفتازانی، سعد الدین، مسعود بن عمر، الشافعی، شرح التلویح علی التوضیح لمتن التنقیح، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۶ھ، ۱: ۳۵

Al Tāftāzānī, Mas'ūd bin 'Umar, *Sharḥ al Talwīḥ wal Tawzīḥ li Matn al Tanqīh*, (Beirūt: Dār Al Kutub Al 'Ilmiyyah, 1416), 1: 35

[18] عبادی، عبداللہ بن سعید محمد، ایضاح القواعد الفقھیۃ لطلاب المدرسۃ الصولتیۃ، مطبعۃ المدنی، قاھرہ، ۱۳۸۸ھ، ۱:۹

Ibādi, 'Abdullah bin Sa'īd Muḥammad, *Īzāḥ Al Qawā'id Al Fiqhiyyah li Ṭullāb Al Madrāsah Al Ṣawlatiyyah,* (Cairo: Matba'ah Al Madanī, 1388), 1:9

[19] لویس معلوف، المنجد فی اللغۃ والاعلام، المکتبۃ الشرقیۃ، بیروت، ۲۰۰۷ء، ۱: ۴۴۸

Luwais Ma'lūf, *Al Munjid fil Lughah wal A'lām*, (Beirūt: Al Maktabah Al Sharqiyyah, 2007), 1: 448

[20] ابن نجیم، الأشباہ والنظائر، ۱: ۱۶۶

Ibn Nujaym, *Al Ashbah wal Naẓā'ir*, 1:166

[21] حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ، کشف الظنون، تحقیق محمد شرف الدین، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۷ھ، ص: ۱۶۸

Ḥājī Khalīfah, Muṣṭafā bin 'Abdullāh, *Kashf al Zunūn*, (Beirūt: Dār Ihyā' Al Turāth Al 'Arabī, 1427), p:168

[22] ابن نجیم، الأشباہ والنظائر، ۱: ۵۶

Ibn Nujaym, *Al Ashbah wal Naẓā'ir*, 1:56

[23] سورۃ الاسراء: ۳۶

Sūrah Al Isrā', 36

[24] القشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، باب السہو فی الصلاۃ والسجود لہ، دار الجیل، بیروت، ۱۳۳۴ھ، رقم: ۱۳۰۰

Al Qushayrī, Muslim bin Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, (Beirūt: Dār Al Jīyal, 1334), Ḥadīth #1300

[25] ابن نجیم، الأشباہ والنظائر، ۱: ۹۴

Ibn Nujaym, *Al Ashbah wal Naẓā'ir*, 1:94

[26] ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن، دار الرسالۃ العالمیۃ، بیروت، ۱۴۳۰ھ، ۳: ۴۳۲

Ibn Mājah, Muḥammad bin Yazīd, *Al Sunan*, (Beirut: Dār al Risālah al 'Ālamiyyah, 1430), Ḥadīth # 2340

[27] ابن نجیم، الأشباہ والنظائر، ۱: ۸۷

Ibn Nujaym, *Al Ashbah wal Naẓā'ir*, 1:87

[28] ایضاً، ۱: ۹۰

Ibid. ,1: 90

[29] احمد بن حنبل، المسند، مؤسسۃ القرطبۃ، قاہرہ، ۱۴۳۲ھ، رقم: ۹۷۷۹

Aḥmad bin Ḥambal, *Al Musnad*, (Cairo: Mo'assasah Al Qurṭabah, 1432), Ḥadīth # 9779

[30] ابن نجیم، الأشباہ والنظائر، ۱: ۸۹

Ibn Nujaym, *Al Ashbah wal Naẓā'ir*, 1:89

[31] ایضاً، ۱: ۸۹

Ibid., 1:89

[32] البابرتی، محمد بن محمد بن محمود، العنایۃ شرح الہدایۃ، مکتبہ مصطفیٰ البابی، بیروت ۱۳۸۹ھ، ۱۴: ۳۴۰

Al Bābartī, Muḥammad bin Muḥammad bin Maḥmūd, *Al 'Ināyah Sharḥ al Hidāyah*, (Beirūt: Maktabah Muṣtafā al Bābī, 1389), 14:340

[33] سورۃ الحجر: ۱۹

Sūrah Al Ḥijar,19

[34] ابن نجیم، الأشباہ والنظائر، ۱: ۵۸

Ibn Nujaym, *Al Ashbah wal Naẓā'ir*, 1:58

[35] البخاری، الجامع الصحیح، رقم: ۱۳

Ṣaḥīḥ Al Bukhārī, Ḥadīth # 13

[36] ابن نجیم، الأشباہ والنظائر، ۱: ۹۶

Ibn Nujaym, *Al Ashbah wal Naẓā'ir*, 1:96

[37] السبکی، ابو نصر، تاج الدین عبدالوہاب بن عبدالکافی، الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۱ھ، ۱: ۱۴۳

Al Subakī, 'Abd Al Wahhāb bin 'Abd Al Kāfī, *Al Ashbah wal Naẓā'ir*, (Beirūt: Dār Al Kutub Al 'Ilmiyyah, 1411), 1:143

[38] البرکتی، محمد عمیم الاحسان المجددی، قواعد الفقہ، صدف پبلشرز، کراچی، ۱۴۰۷ھ، ۱: ۱۶

Al Barkatī, Muḥammad 'Amīm al Iḥsān Al Mujaddadī , *Qawā'id al Fiqh*, (Karachi: Ṣadaf Publishers, 1407), 1:16